رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

الفضل

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۴) | قادیان مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ محرم سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر (۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا اعلان عام

مجوزین مباہلہ کو مباہلہ کا کھلا چیلنج

(×)

۱۵ جون سنہ ۱۹۲۹ء کو سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجوزین مباہلہ کے نام ایک کھلا چیلنج اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا ہے۔ جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

بعض نادان اور خلوک دشبہات میں پڑے ہوئے لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ مباہلہ نہ کرنا اس سبب سے نہیں۔ کہ مباہلہ کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس سبب سے ہے۔ کہ میں مباہلہ کرنا نہیں چاہتا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اوّل تو مباہلہ بھی ہر شخص سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے بھی شرائط ہیں۔ مگر اس قسم کے امور کیلئے کہ جنکے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریقے مذکور ہیں مباہلہ چھوڑ کر قسم بھی جائز نہیں۔ اور ہرگز درست نہیں۔ کہ کسی شخص (الزام دہندہ) کو ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کی اجازت دیجائے یا مطالبہ پر مباہلہ کو منظور کر لیا جائے۔ مجھے یہ کامل یقین ہے۔ اور ایک اور ایک دو کی طرح یقینی ہے کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا ایسے مطالبہ کو منظور کرنا ہرگز درست نہیں۔ بلکہ شریعت کی ہتک ہے۔ اور میں مذہبی جماعت کے لیڈروں یا مقتدر اصحاب سے جو اس امر کا انکار کریں۔ مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب یا ان کے ساتھی جو مباہلہ کی اشاعت میں یا اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت میں خاص حصہ لے رہے ہیں۔ مجھ سے متفق نہیں۔ بلکہ ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور ان کا یہ یقین ہے۔ کہ جو شخص ایسے مطالبہ کو منظور نہیں کرتا وہ گویا اپنے جرم کا

... سے ان امور میں مباہلہ کرلیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حق و باطل ... مرزا محمود احمد ۱۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھلی چٹھی بنام مستورہ ہیروان ڈرامامستریان

آپ کی چٹھی جو بوساطت "مباہلہ" میری نظر سے گذری۔ چونکہ میں شملہ کی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جہاں سے اس ڈرامے کا جس کی آپ ہیروئن ہیں۔ پہلا باب شروع ہوتا ہے۔ لہذا میں چند مفید امور آپ سے پوچھتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ جلد ان کے جواب سے مشکور فرما کر مجھے بالخصوص اور جماعت شملہ کو بالعموم شکریہ کا موقعہ دینگی ؛

اوّل :۔ آپ کا اسم گرامی کیا ہے۔ اگر آپ شادی شدہ ہیں۔ تو آپ کے خاوند کا اور اگر آپ ناکتخدا ہیں تو آپ کے والد ماجد کا کیا نام ہے ؟

دوم :۔ آپ کی جائے سکونت اور رہائش کہاں ہے ؟ کیونکہ میں بذات خود حاضر ہو کر چند دیگر ضروری استفسارات کرنا چاہتا ہوں۔ جو بصیغہ پردہ دراز ہونگے۔ اور یقیناً ان استفسارات کے جوابات سے ایک مخلوق کی نجات اور تسلی ہوگی ؛

سوم :۔ چونکہ میرا مقابلہ بصورت مباہلہ مولوی زاہد سے قرار پایا ہے۔ لہذا آپ یہ نہیں کہہ سکتیں کہ آپ مندرجہ بالا سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ یہاں موت و حیات کا سوال درپیش ہے۔ اور آپ نے پہلے سین کو خود بے نقاب کیا ہے۔ اور بقول حافظ ؎

تہاں کے ماند آں رانے کہ ساز د محفلہا

اس لئے بہت ہی مناسب ہے۔ کہ مندرجہ بالا معلومات مجھے بہم پہنچائی جائیں۔

ان سوالات کا جواب اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک کثیر حصہ دنیا کا یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ چٹھی محض جعلی اور بناوٹی اور سراسر کذب و افتراء ہے اور مثل دیگر مطبوعات مستریان کے ایک بہتان عظیم ہے۔ جس سے اس عامہ کو نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے میرے ان استفسارات کا جواب جلد ملنا چاہیئے۔ جواب آنے پر انشاء اللہ آپ کو دوسری سیڑھی سے آگاہ کیا جاویگا ؛

(آپ کا خیر خواہ عبدالحکیم شملوی)

رپورٹ جلسہ ۲ جون حسن پور تحصیل کبیر والہ

موضع حسن پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان میں ۲ ۶/۲۹ کو زیر صدارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب اہلسنت والجماعت تمام دن جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی مختلف پہلوؤں پر مندرجہ ذیل احباب نے لیکچر دیئے +

۱۔ مولوی احمد دین صاحب اہل سنت والجماعت کوہی والہ ؛

۲۔ چوہدری فتح محمد صاحب احمدی حسن پور ؛

۳۔ پیر مبارک علی شاہ صاحب۔ اہل شیعہ ؛

۴۔ لالہ ہیرانند صاحب حسن پور ؛

۵۔ لالہ لدھارام صاحب۔ سکندر صاحب ؛

۶۔ میاں نظیر حسین شاہ صاحب قریشی حسن پور ؛

الحمد للہ کہ جلسہ شاندار اور کامیاب ہوا۔ اس سے پہلے جب سے یہ موضع قائم ہوا کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا ہے۔ علماء دیوبند اور ان کے چیلے چانٹوں نے سخت مخالفت کی۔ اور لوگوں کو ڈرایا۔ کہ نکاح ٹوٹ جاویں گے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل و کرم سے حاضرین مرد اور عورت ڈھائی سو سے زیادہ تھے۔ جلسے کا انتظام چوہدری ہوش محمد صاحب اور چوہدری غلام محمد صاحب اہلسنت والجماعت اور میاں شمس الدین صاحب اور میاں دین محمد صاحب اہل حدیث نے نہایت ہی جانفشانی سے کر کے حاضرین کی کھانے اور شربت سے خوب خاطر تواضع کی ؛

جماعت احمدیہ حسن پور صدر جلسہ اور منتظمین کا دلی شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ انہوں نے باوجود سخت مخالفت دیوبندی علماؤں کے اس مقدس جلسہ میں خاص طور پر حصہ لیا۔ اور خاص طور پر جلسہ کا تمام انتظام کر کے نبی کریم صلعم کی شان مبارک کو بلند کیا۔ اللہ کریم ان کو جزاء خیر دے ؛

(از طرف فتح محمد سیکرٹری تبلیغ حسن پور۔ ضلع ملتان)

مولوی عمرالدین صاحب کا تازہ خط

مستری عبدالکریم ناظم اخبار "مباہلہ" کے خسر مولوی عمرالدین صاحب نے دہلی سے ایک دوست کے خط کے جواب میں یکم جولائی ۲۹ء کو اخبار "مباہلہ" کے متعلق ایک سرٹیفکیٹ لکھکر بھیجا ہے۔ جو ناظم صاحب اور ان کے قوت بازو زاہد وغیرہ علیہم ما علیہم کی خوشنودی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے مولوی صاحب مذکور لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"مباہلہ اخبار پر تو میں لعنت بھیجتا ہوں کیونکہ میں یہ کمینگی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ احمدیت پر حملہ وہ شخص کرے جو احمدی ہو"۔

عمرالدین احمدی ۲ ۶/۲۹

امید ہے کہ مولوی عمرالدین صاحب کچھ اور بھی وضاحت کر کے لکھیں گے۔ جیسا کہ انہوں نے خاکسار ایڈیٹر فاروق سے مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۸ء کے خط میں وعدہ کیا تھا۔ کہ مستریوں کے متعلق

"میں بھی ایک مضمون لکھ کر ارسال کروں گا"

یقین ہے۔ کہ اس وعدہ کی اب ایفا کر دینگے ؛

اطلاع :۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا مباہلہ والوں کے متعلق مکتوب گرامی پہلے ۲۱ جون کے فاروق میں طبع ہوا تھا۔ اور اس کے چند پرچے زائد چھپوا لئے گئے لیکن بیرونی احباب نے اس ہدایت نامہ حضرت صاحب جو کہ ... روح القدس سے کہا گیا تھا۔ کثرت مانگ ہونے کی وجہ سے طبع نہ کرا سکے۔ اس لئے دوبارہ اس مکتوب گرامی کو طبع کرانا ضروری ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۲۹ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مکتوب گرامی

اور

دا عیان مباہلہ کی دعوت مباہلہ کا جواب

(۲)

اخبار "مباہلہ" میں بچہ مستری جو گمنام خطوط "مکتوبات شملہ" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ ان کا جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے لکھا تھا۔ اس کو ان لوگوں نے آج تک اپنی پردہ دری کے خوف سے مخفی رکھا ہے اور اس کے متعلق صرف اتنا ظاہر کیا ہے۔ کہ "میاں صاحب نے ایک خط ارسال فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے مباہلہ سے انکار فرمایا" اس لئے میں ناظرین فاروق اور دیگر طالبان حق کی آگاہی کے واسطے آج اس نامہ گرامی کو شائع کرتا ہوں۔ جس سے سعید روحوں کو مستریوں کے مباہلہ کی حقیقت معلوم ہو کر انشاء اللہ بہت ہدایت حاصل ہوگی۔ یہ خط بابو عبد الحمید صاحب شملوی ہمزلف مستری عبد الکریم کے ان خطوط کا جواب ہے۔ جو انہوں نے مستریوں کی باتوں سے متاثر ہو کر حضرت صاحب کو لکھے تھے۔ اور حضرت صاحب کا جواب پڑھ کر وہ تائب ہو کر بیعت میں داخل ہوئے۔ اور مستریوں پر لعنت بھیجی۔ (ایڈیٹر)

"میاں عبد الحمید صاحب"

السلام علیکم۔ آپ کے دو خطوط شملہ میں اور دو قادیان میں ملے۔ میں شملہ ہی میں جواب لکھ دیتا۔ لیکن وہاں کے تمام وہ شخص جو میرے پاس آتے تھے جانتے ہیں۔ کہ وہاں مجھے کس قدر کم فرصت رہی ہے یہاں آکر بھی کام کی زیادتی کے علاوہ صحت کی خرابی موجب التوا رہی۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے صبر سے کام نہیں لیا۔ اور وہ طریق اختیار کیا ہے۔ جسے گو آج جوش میں صحیح سمجھتے ہوں۔ لیکن ایک دن اس پر آپ کو افسوس ہوگا۔ خدا کرے کہ وہ افسوس اس وقت پیدا ہو جبکہ افسوس نفع بخش ہو سکے۔

سب سے پہلی غلطی آپ نے یہ کی ہے۔ کہ میرے خطبہ جمعہ کو بالکل غلط سمجھا۔ میں نے خطبہ جمعہ میں یہ نہیں کہا تھا۔ کہ خط لکھنے والا ان شبہات میں مبتلا ہے۔ بلکہ یہ کہا تھا۔ کہ ایک صاحب نے لکھا ہے اور بعض لوگوں کی نسبت بتایا ہے۔ کہ وہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ آپ نے بلا وجہ اس خطبہ کا مخاطب اپنے آپ کو بنا لیا۔ حالانکہ اس وقت تک میرا یہ خیال نہ تھا۔ کہ آپ خود ان خیالات میں مبتلا ہیں۔ میرا یہ بھی منشا تھا۔ کہ میں خطبہ میں ان امور کے متعلق بیان کروں۔ لیکن چونکہ بعض دوسرے لوگ برآمدہ میں بیٹھے تھے۔ میں نے تفصیل میں پڑنا پسند نہ کیا۔ اور اپنے خدا تعالیٰ کی کسی مصلحت کے ماتحت جسے وہی خوب سمجھتا ہے۔ اس خطبہ کو اپنی نسبت قرار دیکر جوش میں آکر اپنے آپ کو مدمقابل بنا لیا۔

آپ نے لکھا ہے۔ کہ ایک جماعت اب تیار ہو گئی ہے۔ جو قادیان میں بھی اور باہر بھی میرا مقابلہ کریگی اور بیان کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جان پر کھیلنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہر ایک آنیوالے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ لیکن اگر اس کی راہ میں مجھے کوئی مشکل پیش آئے۔ تو میں اسے اپنے لئے ایک انعام سمجھتا ہوں۔ اور اس کی راہ میں تکالیف کو بھی عین راحت یقین کرتا ہوں۔

میں نے کبھی خواہش نہیں کی۔ کہ لوگ میری بیعت کریں۔ سینکڑوں ہیں جو خلافت سے پہلے بھی میرے واقف تھے۔ اور رات دن میرے ساتھ اکٹھے رہتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک شخص قسم کھا کر بتا سکتا ہے کہ میں خلافت کا خواہشمند نہ تھا۔ بلکہ اس بوجھ سے بچتا تھا۔ اگر سب لوگ مجھ سے بدظن ہو کر مجھے چھوڑ دیں۔ تو اس کی مجھے پرواہ نہیں۔ میں بندوں کا بندہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

میں اکیلا تھا۔ کم عمر تھا۔ کم علم تھا۔ کم تجربہ تھا پھر خدا تعالیٰ لاکھوں کو بغیر میری خواہش کے کھینچ لایا۔ اور ان کو میرا غلام بنا دیا۔ نہ وہ میرے زور سے آئے۔ نہ میں اپنے زور سے کسی ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں۔ مجھے آج تک اپنے اندر کوئی ہنر نظر نہیں آیا۔ جس کی بنا پر میں کہہ سکوں۔ کہ ایک شخص بھی میری وجہ سے مجھ سے محبت کرتا ہے یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ اور وہ جسے چاہے دے۔ اور جس سے چاہے لیلے۔ اور جب چاہے دے اور جب چاہے لیلے۔ نہ لوگوں کے رہنے پر مجھے فخر ہے۔ اور نہ ان کے علیحدہ ہونے سے مجھے کوئی شکایت ہو سکتی ہے۔ جو کام خدا تعالیٰ نے مجھ سے لینا ہے۔ وہ لے گا۔ اور ضرور لے گا۔ اگر وہ خلوت کے کمرہ میں لینا چاہتا ہے۔ تو اس کی مرضی سب خیر (چیز) پر مقدم ہے۔ اور اگر وہ مجلس احباب میں لینا چاہتا ہے۔ تو اس حکمت پر مجھے اعتراض نہیں ہو سکتا۔

یہ سوال کہ بعض لوگ مجھ پر گندے اتہام لگاتے ہیں۔ اگر میں مباہلہ پر تیار ہوں۔ تو آپ مجھے ان کے نام بتا سکتے ہیں یہ ایسا امر تھا۔ کہ اگر بعض دوسرے دوستوں کی معرفت مجھے اس کی تفصیل معلوم نہ ہوتی۔ تو میں سمجھ نہیں سکتا تھا۔ کہ اس کا کیا جواب دوں۔ شریعت کے مختلف امور کے لئے مختلف ذرائع فیصلہ کے مقرر کئے ہیں۔ ان سے باہر جا کر انسان اپنا جوش خواہ نکال لے۔ یا دنیا کے سامنے سرخرو ہو جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ پس بغیر تفصیل کے جواب ایسے امور کا دیا جانا بالکل ناممکن ہوتا ہے۔

اوّل آپ کا یہ مطالبہ کہ میں اگر مباہلہ کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار ہوں۔ تب آپ نام بتا سکتے ہیں۔ درست نہیں۔ آپ کم سے کم میری بیعت میں شامل تھے اور آپ کے لئے پہلا حکم شریعت کا یہ تھا۔ کہ و اذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعو بہ (نساء ع)

پس آپ کا یہ حق ہی نہ تھا۔ کہ آپ اسے چھپاتے آپ کا پہلا فرض یہ تھا۔ کہ اُسے قرآن کریم کے صریح حکم کے مطابق اسے میرے پاس لاتے۔ آگے اس کے تصفیہ کی صورت کا فیصلہ اسلام نے میرے ہاتھ میں رکھا ہے۔ نہ کہ آپ کے ہاتھ میں۔ اگر یہ سلسلہ سچا ہے۔ اور اگر خلافت حق ہے۔ تو پھر لازماً خدا تعالےٰ اس کا نگران ہے آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خلیفہ کا اپنا معاملہ تھا۔ اپنا معاملہ ہو یا غیر کا خدا تعالےٰ نے آخری فیصلہ خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اگر وہ جماعت کو تباہی میں ڈالیگا۔ تو اللہ تعالےٰ خود اس کا نگران ہے کیا اسے اپنے سلسلہ کی اس قدر بھی فکر نہ ہوگی۔ جس قدر کہ آپ کو یا اور کسی کو ہے۔ پس آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ شریعت کے حکم کے مطابق بجائے اس کے کہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لیتے۔ اور شرطیں مقرر کرتے کل معاملہ کو خلیفہ کے سامنے رکھتے پہلے ہی مقابل پر کھڑے ہو جاتا۔ اور پھر جواب طلب کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ اگر میرے سامنے معاملے کو رکھنے کے بعد آپ کے نزدیک خلاف اسلام فیصلہ ہوتا۔ تو پھر آپ کے لئے دروازے کھلے تھے۔ یا تو آپ یہ سمجھ لیتے۔ کہ گو غلطی ہے۔ لیکن ایسی نہیں کہ میری بیعت پر حرف آتا ہو۔ یا پھر اگر آپ اس غلطی کو ایسا سمجھتے تھے۔ کہ اس کے باوجود بیعت نہیں ہو سکتی۔ تو آپ بیعت کے فسخ کرنے کا اعلان کر دیتے اور اللہ تعالےٰ پر معاملہ کو چھوڑ دیتے۔ کہ وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

لیکن آپ نے جس کا طریق اختیار کیا۔ جو کسی صورت میں آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ آپ نے ایک طریق فیصلہ خود ہی مقرر کیا۔ اور پھر خود ہی خلیفہ کو دعوت دی۔ کہ اگر وہ اس طریق فیصلہ کو منظور کرے۔ تو پھر آپ اسے ان الزاموں کا پتہ دینگے۔ جو اس پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ سلوک تو خلیفہ تو الگ رہا۔ ایک معمولی آدمی سے بھی کرنا درست نہیں۔ اگر آپ کے اس طریق کو درست تسلیم کیا جائے تو خلافت اور نظام تو بالکل بے معنی ہو جاتے ہیں۔

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ عقلاً آپ کو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ الزام لگانے والے کس اخلاق کے آدمی ہیں۔ کسی آدمی کا کوئی ایک دعویٰ نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اس کی عام اخلاقی اور دماغی حالت دیکھی جاتی ہے۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر الزام لگانے والے کے متعلق بھی ہمارا پہلا فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ دیکھیں۔ کہ آیا وہ گواہ عادل ہیں یا نہیں اگر وہ راستباز نہ ہوں۔ یا ان کی دماغی کیفیت قابل تسلی نہ ہو۔ تو ان کی گواہی کسی صورت میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ کیا کوئی دیانتداری سے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو مجھ پر اعتراض کرنیوالے ہیں۔ اپنی اخلاقی حالت یا دماغی حالت میں قابل تسلی ہیں۔ کیا اسلام کا درد۔ شریعت کی پابندی راستبازی کا وہ اعلیٰ معیار جو شہادت کے لئے ضروری ہے۔ ان میں پایا جاتا ہے۔ کیا ان کے بیانات مختلف لوگوں کے پاس مختلف نہیں ہیں۔ کیا وہ خود اپنے کئی جھوٹوں کے معترف نہیں ہیں۔ کیا ان کے دوست اور واقف ان کی نسبت یہ شہادت نہیں دیتے۔ کہ انہیں جھوٹ بولنے سے عار نہیں ہے۔ کیا وہ اپنی نسبت خود دلیری سے کئی قسم کے عیوب بیان نہیں کرتے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو جو شخص اپنے جرموں کو علی الاعلان بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔ اس کے دوسرے پر الزام لگانے کو کون عقلمند تسلیم کرے گا۔ اس کا اپنے جرم کا اقرار کر لینا یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ وہ بڑا نیک ہے۔ کیونکہ شریعت تو گناہ کو ظاہر کرنے سے روکتی ہے جب تک قاضی کے سامنے شہادت کے موقعہ پر اس کا بیان کرنا از روئے شریعت ضروری نہ ہو۔ پس جو شخص بلا وجہ اپنی نسبت بدکاریاں اور عیوب منسوب کرتا ہے۔ اس کو شریعت شاہد عادل ہی قرار نہیں دیتی۔ اور ایسے تو ہزار گواہوں کی گواہی کو وہ کچھ حقیقت نہیں سمجھتی۔ کجا یہ کہ ایک یا دو گواہ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اس بارے میں ثابت ہے۔ آپ کے پاس ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ فلاں شخص کا بیٹا میرے بھائی کا ہے کیونکہ میرے بھائی نے کہا تھا۔ کہ وہ لڑکا اصل میں میرا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب نہیں دیا۔ کہ آؤ قسمیں دیں۔ بلکہ فرمایا۔ الولد للفراش وللعاہر الحجر۔ یعنی بیٹا تو اسی کو ملے گا۔ جس کی بیوی کہلاتی تھی۔ اور جو اپنے زنا کا اقرار کرتا ہے اسے تو ہم سنگسار کرینگے۔ یہ فیصلہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ نے اس اقرار جرم کرنیوالے کی تعریف نہیں کی۔ بلکہ اس کی مذمت فرمائی۔ اور فرمایا۔ اس کے اقرار کا اثر خود اس پر پڑے گا۔ نہ دوسرے پر۔

اب رہا سوال مباہلہ کا۔ سو اوّل تو یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ ایک مبائع خلیفہ کو کہے۔ کہ آؤ میں مباہلہ کرو۔ مباہلہ تو اشد ترین دشمنوں سے ہوتا ہے۔ نہ کہ مبایعین سے۔ اور مباہلہ کا مطالبہ ایک اشد ترین دشمن کر سکتا ہے نہ کہ مبائع۔ تعجب ہے۔ کہ ایک طرف آپ بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دوسری طرف مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اپنی آئندہ اطاعت کو اسی پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں ایک وقت میں جمع کیونکر ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر جمع ہو بھی سکیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ مباہلہ صرف انہی امور کے متعلق ہو سکتا ہے۔ جو اصولی ہوں۔ اور جن کے متعلق شریعت نے کوئی اور طریق فیصلے کا نہ بتایا ہو۔ جو امور کہ معاملات سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان میں مباہلہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا مباہلہ شریعت کے بالکل برخلاف ہوگا۔

عقل بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ الزام لگانے والے کے مقابلہ میں انسان مباہلہ کرے۔ کیا کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی شریف جسے ذرا بھی عزت اللہ تعالےٰ نے دی ہو یہ پسند کریگا۔ کہ وہ ایسے امور میں مباہلہ کرے۔ اس طرح کئی شریر النفس لوگ ہر روز اٹھ کر لوگوں پر الزام دینگے۔ اور جب انہیں ملامت کی جائے تو کہدینگے۔ کہ ملامت اور غصہ کی بات نہیں۔ مباہلہ کر لو۔ اگر کسی شریف انسان سے ایک بدمعاش جاکر یہ کہہ دے۔ کہ اس کی بیوی سے اس نے زنا کیا ہے۔ تو وہ آدمی اس پر ناراض ہوگا۔ یا اپنی بیوی سے جاکر کہے گا۔ کہ اس نیک بخت سے کھڑی ہو کر مباہلہ کر۔ میں تو نہیں سمجھ سکتا۔ کہ سب دنیا میں سے ایک بھی شریف آدمی ایسا ملے گا۔ جو ایسے موقعہ پر اس الزام لگانے والے رذل اور کمینہ انسان پر اظہارِ خفگی کی بجائے اسے بڑے اطمینان سے اپنی بیوی کے پاس لے جائیگا۔ اور جاکر اس سے یہ مطالبہ کریگا۔ کہ تو اس سے مباہلہ کر۔ اس راستہ کو کھول کر دیکھو۔ کہ دنیا میں کسی شخص کی بھی عزت محفوظ نہیں رہتی۔ دنیا میں ایسے بے حیا ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی مل سکتے ہیں۔ جو کسی بغض یا غصہ کی وجہ سے یا دوسروں کے کہلانے پر صرف ایک شغل کے طور پر ہی اپنے ساتھ دوسرے مردوں یا عورتوں کے ملوث ہونے کا اقرار کرنے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ پس یہ طریق عقل کے بالکل خلاف ہے۔ اور کسی شریف انسان سے اس کا مطالبہ کرنا اس کی ہتک کرنا ہے۔ اور اس مطالبہ کے باوجود اپنے اخلاص کا اظہار ایک ایسا امر ہے جسے میری عقل نہیں سمجھ سکتی۔ اور نہ کوئی اور عقلمند انسان اسے تسلیم کر سکتا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ شریعت نے جو گندہ الزامات کے لئے ایک قاعدہ بنایا ہے۔ وہ کیوں بنایا ہے۔ کیوں قرآن کریم نے چار گواہوں کی اور ایک واقع کے متعلق چار گواہوں کی شرط لگائی ہے کیوں نہیں دوسرے الزامات کی طرح دو گواہوں پر کفایت کی۔ یا کیوں مباہلہ کی طرف توجہ نہیں دلائی۔ دو کی بجائے چار گواہوں کی شرط لگانا بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس قسم کے واقعات میں جھوٹ کثرت سے بولا جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے زیادہ گواہوں کی شرط لگا دی گئی ہے۔ اور ایک ہی رفع کے متعلق چار کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ ایک وقت میں پانچ آدمیوں کا اکٹھا ہونا یعنی الزام لگانے والے اور چار گواہوں کا یہ ایک ایسا امر ہے۔ کہ اس کا جھوٹ آسانی سے کھولا جا سکتا ہے۔ اور جرح میں ایسے لوگ اپنے قدم پر نہیں ٹھیر سکتے کیونکہ پانچ آدمیوں کا ایک جگہ پر جانا ایک بڑا فعل ہے۔ جس کا اخفا مشکل ہوتا ہے۔ اور پانچ آدمی ملکر یہ جھوٹ کم بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے بعض کی نسبت یہ ثابت کرنا آسان ہوتا ہے۔ کہ یہ تو اس وقت فلاں جگہ بیٹھا تھا۔ پس چونکہ زنا ایک ایسا فعل ہے۔ جس کے لئے بیرونی دلائل نہیں ہوتے۔ جس طرح چوری میں پہلے کسی کے گھر سے مال کا نکلنا ضروری ہے۔ پھر کسی شخص کے پاس اس کا موجود ہونا ضروری ہے یا قتل میں کسی کا جان سے مارا جانا ضروری ہے۔ پھر دوسرے شخص کا اس جگہ موجود ہونا ضروری ہے۔ اور ایسے شواہد کسی شخص کے متعلق جمع کر دینے اگر ناممکن نہیں۔ تو مشکل ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن زنا کے لئے ایسی بیرونی علامات موجود نہیں ہوتیں پس اس کا الزام لگانا آسان ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے چوری اور قتل کیلئے دو گواہوں کی گواہی کو تسلیم کیا۔ لیکن بدکاری کے الزام کے متعلق چار گواہوں کی شرط لگائی۔ اب اگر مباہلہ اس موقعہ پر درست ہے۔ تو شریعت نے اس قدر مشکل کیوں پیدا کی۔ کیوں نہ مباہلہ ہی کی اجازت دے دی۔ لیکن شریعت نے تو صرف مباہلہ کو ہی اس موقعہ پر نظر انداز ہی نہیں کیا۔ بلکہ الزام لگانے والوں سے ہمدردی کو بھی سخت جرم قرار دیا ہے۔ اور الزام سنتے ہی اس کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ پھر تعجب ہے۔ کہ ایک چوڑھے کو شریعت جو حق دیتی ہے۔ اس کی عزت کی جس طرح حفاظت کرتی ہے آپ کے نزدیک وہ حفاظت خلیفہ کو حاصل نہیں۔

باقی رہا یہ کہنا۔ کہ دوسرے کی نسبت الزام لگانا اور شے ہے۔ اور اپنی نسبت اور شے ہے یہ درست نہیں۔ اپنی نسبت الزام لگانا تو الزام لگانے والوں کی دنایت اور بے شرمی پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اس کے تقویٰ پر شریعت نے اسے کچھ بھی تو اہمیت نہیں دی۔ قرآن کریم میں اس قسم کا واقعہ موجود ہے۔ پھر اس سے سبق کیوں حاصل نہیں کرتے۔ کیا یوسف علیہ السلام پر عزیز کی بیوی نے اپنی ذات کے متعلق الزام لگایا تھا یا کسی اور شخص کے متعلق۔ پھر یوسف نے کیا کیا تھا۔ کیا زلیخا کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ یا دلیل کا مطالبہ کیا تھا۔ عزیز کی بیوی کی تو ایک زبردست شخصیت تھی۔ جسے اپنی عزت کا بہت پاس ہو سکتا تھا۔ ان لوگوں کی کونسی شخصیت ہے۔ مگر دیکھو یوسف نے یہ نہیں کیا۔ کہ اس سے مباہلہ کرتا۔ نہ اس نے نہ کسی نے مباہلہ کو پیش نہیں کیا۔ بلکہ دلیل کو پیش کیا ہے شہادت کو طلب کیا ہے۔ اور قرآن نے اُن کے اس مطالبہ کو پیش نہیں کیا۔ کہ مجھ سے اس کا مباہلہ کراؤ۔ بلکہ یہ مطالبہ پیش کرتا ہے کہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ۔ ان ربی بکیدھن علیم۔ ان عورتوں سے دریافت کرو۔ جو مجھے بدنام کرنے والی تھیں۔ کیا واقع میں وہ میرے جرم کی شہادت دیتی ہیں حالانکہ آپ کے اصل کے مطابق تو چاہیئے تھا۔ کہ وہ مباہلہ کا چیلنج دیتے۔ لیکن وہ سارا سال جیلخانہ میں رہے۔ مگر انہیں وہ اصل مباہلہ کا نہ سوجھا۔ جواب پیش کیا جاتا ہے۔ بے شک پچھلی شرائع اور اسلامی شریعت میں فرق ہے۔ لیکن پچھلے واقعات جب اسلامی احکام کے مطابق ہوں۔ تو وہ اس کے مفسر ہو جاتے ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے۔ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آکر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زنا کیا ہے۔ آپ نے اس کو بلا کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ نہیں پھیرا۔ کہ شاباش تم نے کیسا اچھا فعل کیا ہے۔ کہ اپنے جرم کا اقرار کیا ہے۔ اب لاؤ عورت کو بلا کر اس سے اس کا مباہلہ کرائیں۔ بلکہ آپ نے غصہ سے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس شخص نے دوسری طرف سے جا کر پھر کہا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ پھر بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے تیسری جانب سے جا کر کہا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ پھر بھی آپ نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ اس نے چوتھی دفعہ پھر کہا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو دیوانہ ہے۔ یعنی کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک انسان اپنے ہوش میں ایسی بات کرے جو تو کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یا رسول اللہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ بہتر ہوتا کہ تو اپنے عیب کو چھپاتا لیکن اس نے اصرار کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھ پر حد لگائیں۔ تب آپ نے فرمایا۔ چونکہ اس نے چار دفعہ قسم کھا کر اپنے پر شہادت دی ہے۔ اب اسے سنگسار کرو۔ بلکہ بعض حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ آپ نے اسکو بار بار رد کیا۔ کہ وہ اپنے اس اعلان سے باز آجائے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہ عقل نہیں۔ بلکہ دیوانگی کا فعل تھا۔ لیکن اسکے اصرار پر آپ نے اسکے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا۔ مگر جب سنگسار کرتے وقت وہ شخص بھاگا۔ اور لوگوں نے پیچھے جا کر اسے مارا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اظہار افسوس کیا۔ اور فرمایا۔ اس کا بھاگنا ہی اس کا اپنے اقرار سے رجوع تھا۔ پھر تم نے کیوں نہ اسے چھوڑ دیا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے اقرار کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنا اور یہ فرمانا۔ کہ کیا تو دیوانہ ہے۔ بتاتا ہے۔ کہ آپ نے اس قسم کے اقرار کو دیوانگی قرار دیا ہے۔ اور دیوانگی اسے اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ یہ ظنیہ ہو۔ کہ یہ شخص دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے اپنے پر الزام لیتا ہے۔ ورنہ اگر یہ امکان نہ ہوتا۔ تو آپ اسے دیوانہ کیوں قرار دیتے۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قسم کے فعل کو عین دیوانگی قرار دیتے ہیں۔ لیکن آج بعض لوگ اس کو فرزانگی قرار دیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے اقرار کو بیحیائی قرار دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ اسے عین حیا اور خدمت دین قرار دیتے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیان کے مطابق دوسرے فریق کو مباہلہ کے لئے نہیں کہا۔ بلکہ صرف اس سے دریافت کیا ہے۔ قسم تک کے لئے بھی نہیں کہا۔ فرمایا عورت سے دریافت کرو۔ اگر وہ تسلیم کرے۔ تو اسے بھی سنگسار کرو۔ ورنہ جانے دو۔ یہ اس شخص کا فیصلہ ہے۔ جس پر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید نازل کیا۔ اور جو اس کی عملی تفسیر کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اسکے مقابلہ پر آپ کے خیال کو یا ان الزام لگانے والوں کے خیال کو میں کیا وقعت دے سکتا ہوں۔

آپ تو مباہلہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ کی غیرت کو دیکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول قرآن سے پہلے ان سے دریافت کیا۔ کہ سچ سچ بتا دو۔ کہ کیا اس الزام کی کچھ حقیقت ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ میں یہ بھی کہنا نہیں چاہتی کہ یہ بات سچ ہے یا جھوٹ۔ یہ ہے وہ انتہائی غیرت جس کی اللہ تعالےٰ نے تائید کی۔ مجھے تو افسوس آتا ہے۔ کہ میں حضرت عائشہ رضؓ کے برابر صبر نہیں دکھا سکا۔ اور مجھے یہ کہنا پڑا۔ کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ ورنہ اسلام تو ایسے موقعہ پر یہ اجازت دیتا ہے۔ کہ اگر پوچھا جائے۔ تو جس پر الزام لگایا ہے۔ وہ یہ کہدے۔ کہ ثبوت لانا تمہارا کام ہے۔ میں تم کو کچھ جواب نہیں دیتا۔

پھر کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس شخص کے اقرار کو کوئی عزت نہ دی۔ جس نے الزام لگانے میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا تھا۔ اور جسے معلوم تھا۔ کہ اس اقرار کے بعد میں سنگسار کیا جاؤں گا۔ وہ سنگسار کیا گیا۔ لیکن آج بعض لوگ ان لوگوں کے بیان کو عزت دیتے ہیں۔ جن کو ایسے اقراروں سے کچھ بھی خطرہ نہیں۔ سوائے بے شرمی کے۔ اور اسکے دائرے سے وہ پہلے ہی نکل چکے ہیں۔ بھلا ان الزام کے لگانے والوں کو ایسے اقراروں سے کس امر کا خطرہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو ان کو سنگساری کا خطرہ ہوتا تھا۔ پس بظاہر یہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ ایسے اقرار پر چونکہ جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسلئے کوئی شخص جھوٹا اقرار نہیں کریگا۔ لیکن باوجود اس کے ایسے لوگوں کے اقرار کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ عزت نہیں دی۔ کہ اس کی بنا پر اس شخص سے بلا قسم کے دریافت کیا۔ جس پر الزام لگتا تھا۔ لیکن آج بعض لوگ سمائح کہلاتے ہوئے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بعض لوگوں کے بیان کو جو شرم سے بالکل الگ ہو چکے ہیں۔ ایسی عزت دی جائے۔ کہ ان سے مباہلہ کیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہوتا۔ تو وہاں مباہلہ کے لئے کہا جاتا۔ جہاں اقرار کرنے والا اقرار کی صورت میں جانتا تھا۔ کہ میں سنگسار ہو جاؤں گا۔ لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مباہلہ کی تجویز کو پیش نہ کیا۔ اور ایسے اقراروں کو کوئی عظمت نہ دی۔ تو کیا اب شریعت بدل گئی ہے۔ یہ دو نبیوں کا فیصلہ ہے۔ جس میں سے ایک تو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اور دوسرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ اور تیرہ سو سال میں برابر امت محمدیہ اس پر عامل ہو کر ثابت کر چکی ہے۔ کہ یہ فیصلہ اجماع کی حیثیت بھی رکھتا ہے حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں ایک شخص پر بدکاری کا الزام لگایا گیا۔ الزام لگانے والوں میں ایک جلیل القدر صحابی تھا۔ جب حضرت عمر رضؓ نے گواہی لی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ایک شخص نے گواہی میں نہایت خفیف سی کمزوری دکھائی۔ اور کہا کہ میں نے زنا اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس پر دوسرے تین گواہ جن میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابو بکرہ تھے۔ انہیں قذف کی حد لگائی گئی۔ اور کوڑے لگائے گئے۔ کسی نے یہ نہ کہا۔ کہ تین گواہ جن میں سے ایک بڑا صحابی ہے موجود ہیں۔ چو تھا صرف اس قدر کمزور شہادت دیتا ہے کم سے کم الزام لگانے والوں کو کوڑے ہی نہ لگاؤ۔ اور ملزم کو قسم دے لو۔ لیکن مباہلہ کا چیلنج تو الگ رہا۔ ان کو قسم بھی نہ دی گئی۔ بلکہ الزام لگانے والے کو سزا کے علاوہ شہادت سے بھی محروم رکھا گیا اور حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم کے حکم ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا۔ ایسے لوگوں کی شہادت آئندہ کسی امر میں بھی قبول نہ کرو کے مطابق ان لوگوں کی شہادت آئندہ کسی بات میں بھی قبول نہ کی جائیگی چنانچہ ان کی شہادت پھر قبول نہ کی جاتی۔ اب سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جن امور پر حد ہے جن میں زنا شامل ہے قسم اسلام نے جائز ہی قرار نہیں دی۔ چنانچہ تمام اماموں کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ حدود میں قسم نہیں دی جاسکتی کجا یہ کہ مباہلہ ہو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی ذات کے متعلق بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ نہ پہلے نبیوں میں سے کسی نبی نے کہ ان میں سے کوئی نبی خواہ ہندوستان کا ہو، خواہ باہر کا ایسے الزامات سے نہیں بچا۔ کیونکہ ایسے الزامات کا لگانا لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اور ان کو یقین ہوتا ہے۔ کہ ایسے سادہ لوح مل سکتے ہیں۔ جو ایسے الزامات کو جلدی سے قبول کر لینگے۔

غرض اوپر کے دلائل سے ثابت ہے۔ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ ایک شخص نے اقرار زنا کیا۔ مگر اس کے انکار کی وجہ سے دوسرے کو قسم تک بھی نہیں دیگئی اور تمام علماء کا اتفاق ہے۔ کہ حدود کے بارہ میں قسم دینی جائز ہی نہیں اور نہ اس کی کوئی حقیقت ہے خلفائے اسلام کا عمل بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

قرآن کریم میں جو حضرت یوسف کا واقع بیان ہوا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے احکام سے ہر شخص کو یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے۔ پس الفاظ قرآن کریم۔ فتویٰ رسول۔ سنتِ رسول اور عمل خلفائے رسول۔ اجماع امت کے بعد جو شخص ایک نیا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس کا انفسانیت اور شریعت کی بے حرمتی کی وجہ سے میں اس کا تابع نہیں ہو سکتا۔ شریعت ایسے الزام لگانے والے کی گواہی کو ہمیشہ کے لئے نہ صرف اس امر کے متعلق بلکہ دوسرے تمام امور کے متعلق بھی رد کرتی ہے۔ اور یہ بالکل ناجائز اور خلاف شریعت ہے۔ کہ ایسے شخص کے بیان کیوجہ سے جس کے اس بیان کو شریعت رد کرتی ہے۔ اور اس کے دوسرے سب بیانات کو شہادت میں قبول نہیں کرتی مباہلہ کیا جائے۔ اس سے زیادہ شریعت کی بے حرمتی ناممکن ہے۔ اور میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ میں اس مطالبہ کو اپنی تو الگ رہی ہر اک شریف انسان کی خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو ہتک سمجھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ اس قسم کی باتوں کے کرنے کی بعض لوگوں کو اس لئے جرأت ہوتی ہے کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ بوجہ منصب خلافت کے میں ان کے ہتک آمیز سلوک کا جواب نہیں دے سکتا اگر وہ ایسی ہی باتیں کسی دس روپے کے چپڑاسی کے حق میں کہیں۔ تو وہ عدالت میں گھسیٹ کر ان کو مزا چکھا دیگا۔ پس وہ اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن چونکہ میرے ہاتھ بندھے ہیں۔ خلافت کے مرتبہ اور اس کی حفاظت کی وجہ سے میں اس طرح اپنی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ ایک عام آدمی اپنی عزت کی حفاظت کر لیتا ہے۔ پس اس پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن اگر انسانی تدابیر سے میں محروم ہوں۔ تو وہ خدا جو جانتا ہے۔ کہ میری دشمنی صرف میرے مقام کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اور اصل وجہ یہ ہے۔ کہ میں لوگوں کے حقوق ان کو دلاتا ہوں۔ اور نادہندوں کو مجبور کرتا ہوں۔ کہ وہ حق دار کو حق دے۔ یا لوگوں کی توقع کے مطابق انہیں ناجائز فائدہ نہیں پہنچاتا۔ اس لئے وہ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں۔ اور بعض بے وقوف یا ایسے لوگوں کو جو شیطان کے ہاتھ میں ایک آلہ ہیں اکساتے ہیں۔ اور کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو فریب خوردہ ہیں۔ کہ عقل کی کمی کی وجہ سے یا ان قربانیوں سے ڈر کر جو انہیں میرے ساتھ رہ کر کرنی پڑتی ہیں۔ دوسروں کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔ مجھ سے شریعت کے خلاف مطالبات کئے جاتے ہیں۔ اور جب میں ان کو پورا نہیں کرتا۔ تو پھر اُسے میرے جھوٹا ہونے کا ثبوت قرار دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا۔ کہ جب انہوں نے اعلان کر دیا۔ کہ وہ مباہلہ نہیں کرینگے۔ تو جھٹ مباہلہ کی دعوت دیدی۔ اور پھر کہدیا۔ کہ دیکھو مرزا صاحب بھاگ گئے۔ جس امر کو شریعت ناجائز قرار دیتی ہے۔ جس امر کو انسانی شرافت ہتک سمجھتی ہے۔ میں اس کام کو کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مجھے خلافت کے علاوہ بھی خدا تعالےٰ نے عزت دی ہے۔ ایک معزز خاندان سے پیدا کیا۔ اور میری خاندانی شرافت ایسے کمینہ حملوں کی طرف توجہ کرنے سے مانع ہے اور میرا مذہبی مقام مجھے ان باتوں کا وہ جواب دینے سے منع کرتا ہے۔ جس جواب کے سوا ان حد سے گذرے ہوئے لوگوں کو کوئی اور جواب تسلی نہیں دیا کرتا۔

مگر میں کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے مباہلہ کے سوا صداقت کے پرکھنے کا کوئی اور علاج نہیں رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کئی لوگ آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ہمیں فلاں نشان دکھاؤ۔ اور تب ہم مانیں گے۔ آپ فرماتے تھے۔ کیا پہلے نشانوں سے تم نے فائدہ اٹھا لیا ہے۔ کہ تمہیں اور نشان دکھلائے جائیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کفار جب مانگتے ہیں۔ عذاب مانگتے ہیں۔ کیا رحمت کے نشان نہیں ہیں۔ یہ ان سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے۔ کیا خدا تعالےٰ کا ثبوت صرف اس کی عذاب کی صفت سے ملتا ہے۔ اور اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفات بالکل جہت اور ناکارہ ہیں۔ کہ آپ لوگ اسی سے تسلی پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی دوسری صفات کو دیکھو۔ کیا انہوں نے میری تصدیق اور تائید نہیں کی۔ کیا آپ لوگ ان باتوں پر تو ایمان لاتے ہیں۔ جن کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ انہیں قبول نہ کرو۔ لیکن ان باتوں کو رد کرتے ہیں۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے قبول کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

آپ لوگ اپنی موجودہ حالت میں ان پیشگوئیوں کو کیا کرینگے۔ جو پہلے انبیاء نے میری نسبت کی ہیں۔ بنی اسرائیل میں پیشگوئی موجود ہے۔ کہ مسیح کے دوسرے نزول کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یتزوج یولد لہ اس پیشگوئی کو دیکھو۔ اور اس کی جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے اسے پڑھو۔ اور اس کے بعد سوچو۔ کہ خدا تعالےٰ میرے لئے کیا چاہتا ہے۔ اور آپ لوگ کس امر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ رجال من اھل فارس دین کے مددگار ہونگے اور اس طرح مسیح موعود علیہ السلام کیا تھ انکی موعود اولاد کو شامل کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا رویہ ان پیشگوئیوں کے متعلق کیا ہے۔ آپ کے نزدیک یہ سب لغو اور باطل ہیں۔ اور باوجود ان پیشگوئیوں کے میں خدا تعالےٰ کا مفتری ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ گویا رسول کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ نے تیرہ سو سال سے پہلے ایک غلط خبر دی۔ اور ان سے تمسخر کیا۔ گویا بنی اسرائیل کو اللہ تعالےٰ نے ایک ایسے شخص کی بشارت دی۔ جس کا انجام وہ ہونا تھا۔ جو آپ لوگ چاہتے ہیں۔

نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی کو پڑھو۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس زور سے پیش کیا ہے اور اس میں آپؑ کے بعد جو آپؑ کے بیٹے کے خلیفہ ہونے اور اس کے کام کو چلانے کے متعلق خبر ہے اس پر غور کرو۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے خلیفہ اوّل کو تو بیچ میں سے چھوڑ دیا۔ اور بنی اسرائیل اور رسولِ کریم صلعم اور اولیائے امت نے میرے متعلق پیشگوئیاں کیں۔ اور اسلام کی ترقی کو میرے ساتھ وابستہ کیا۔ اور اس زمانہ کو مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا ہونے کا وقت اور ذریعہ قرار دیا۔ کیا یہ سب آپ لوگوں کے دعویٰ کی صحت کی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا۔ آپ لوگ کہتے ہیں۔ کہ آپ کو خلافت سے الگ کرینگے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ ہم اس کے ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں روشن کرینگے۔ اب کیا آپ کے دعویٰ کے یہ معنی نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے ہٹا کر (جو آپ کے بس کی بات نہیں) اسلام کو ان تمام ترقیات سے محروم کر دینگے۔ جو میرے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جن کا اب دشمن بھی اقرار کرتے ہیں مگر کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کی وجہ سے اپنی ان تمام پیشگوئیوں کو باطل کر دیگا۔ جو اُس نے پہلے اولیاء اور پہلے انبیاء کی معرفت کی ہیں؟

مولوی عمر الدین صاحب سے ہی پوچھو کہ انہوں نے میرے ولائت جانے سے پہلے کسی پچھلے بزرگ کی میری نسبت ایک زبردست پیشگوئی سندھ سے نکھکر بھیجی تھی۔ جو ایسی واضح تھی۔ کہ مجھے شبہ ہُوا۔ کہ کہیں ان کو غلطی نہ لگی ہو۔ مگر آخر اس کی تصدیق ہو گئی کیا اس بزرگ کے زمانے میں موجود تھا۔ کہ میں نے اُن سے اپنی تعریف لکھوالی۔ یا کیا یہ شیطان کا کھیل تھا۔ جس نے نعوذ باللہ من ذالک سب نبیوں اور بزرگوں سے ہنسی کی؟

ان پیشگوئیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں اور دعاؤں کو دیکھو۔ کیا حضرت صاحبؑ کا الہام نہیں۔ کہ انی لاجد ریح یوسف میں بھی ایک یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ کیا آپؑ نے نہیں لکھا کہ "کروں گا دُور اس ماہ سے اندھیرا" کیا نہیں یہ نہیں بتایا۔ کہ آپ کا ایک بیٹا جانشین ہوگا۔ اور پھر اس کے گرد اندھیرا آ جائیگا۔ لوگ اس کے نور کو چھپانا چاہیں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اس کے نور کو ظاہر کریگا اور اندھیرے کو اس کے گرد سے دُور کر دیگا۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نہیں لکھا۔ کہ آپؑ کے ایک بیٹے کے متعلق لوگ اسی طرح شبہات کرینگے۔ جس طرح نطفہ کی گندگی کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے جس طرح نطفہ ان الزامات کی وجہ سے ذلیل نہیں ہوتا۔ بلکہ کامل ہو کر دنیا میں تغیر پیدا کرتا ہے۔ وہ بھی اس طرح کرے گا۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ آنکھیں رکھتے ہوئے آپ کیوں سورج کو نہیں دیکھتے۔ اگر آپ نے اس قدر انبیاء اور اولیاء کی پیشگوئیوں سے فائدہ نہیں اٹھایا تو مباہلہ سے آپ کیونکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیا پہلوں نے مباہلوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ کہ آپ اٹھائیں گے۔ ہدایت کے لئے تو آیات رحمت آتی ہیں۔ مباہلے تو شریروں کی تباہی کے لئے ہوتے ہیں۔ گو ان سے بھی بعض لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ لیکن اصل ہدایت کا موجب آیات الرحمت ہی ہوتی ہیں۔ جو شخص ہزاروں آیات رحمت سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس نے ایک آیت غضب سے کیا فائدہ اُٹھانا ہے۔ اور جو ہزاروں آیات رحمت کو حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ اس کا کیا حق ہے۔ کہ وہ ایک آیت غضب پر ہدایت پانے کی امید رکھے۔ جن لوگوں نے پہلی آیات کو ٹھکرا کر نئی کا مطالبہ کیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ انہوں نے کبھی ہدایت نہیں پائی۔ میرے پورے ہونے والے الہامات اور الٰہی نصرتوں سے آپ نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو خود اپنی خوابوں سے ہی فائدہ اٹھانا تھا۔ اور اگر ان سے بھی فائدہ اٹھانے کے لئے آپ لوگ تیار نہیں۔ تو آپ کا یہ کہنا کہ ہم فلاں بات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک دھوکہ ہے۔ ایک فریب ہے۔ جو شخص آیات کی موجودگی میں اور نشان مانگتا ہے۔ وہ ہدایت سے محروم رہتا ہے۔ ان ہزاروں نشانوں کے متعلق غور کرو۔ جو میرے لئے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ایک خلاف شریعت بات پر زور دیکر اپنے لئے ہدایت کا دروازہ بند نہ کرو۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے مقبرہ میں بلا وصیت دفن ہونے کی ہدایت دے کر اور اسے الہامی قرار دیکر اور اس پر اعتراض کا نام نفاق رکھ کر ہمارے اچھے انجام کی شہادت دے دی ہے۔ اس شہادت کو نہ ٹھکراؤ۔ ورنہ خود اللہ تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اس کا نام نفاق رکھا ہے۔ آخر سوچو تو کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیوں کہا۔ کہ ہمارا دسواں حصہ دینا خدا تعالےٰ کو بُرا لگتا تھا۔ نہیں قربانی سے روکنے کے لئے نہیں بلکہ اس امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ ہم لوگ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنیکے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں مستثنےٰ کیا ہے۔ اگر مباہلہ جائز ہوتا۔ تو مجھے مباہلہ سے عذر نہ ہوتا لیکن انسانیت اور شریعت دونوں اس قسم کے مباہلہ سے روکتی ہیں۔ پس میں اس ناجائز فعل پر آمادہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر پچھلے نشانات آپ کے لئے کافی نہیں تو کہتا ہوں۔ کہ نفسانیت سے الگ ہوکر خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کا سینہ کھول دے۔ اور دعا کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ آپ کا سینہ کھول دے۔ جس طرح عذاب خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ رحمت بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ پس بجائے عذاب سے ہدایت کی تلاش کرنا جو ناممکن ہے۔ رحمت سے خدا تعالیٰ کی ہدایت طلب کریں۔ کہ ہدایت کا یہی ایک راستہ ہے ؛

آخر میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ بعض امور میں مباہلہ جائز بھی ہوتا ہے۔ اگر بعض لوگ بغیر خدا کے غضب بھڑکانے کے تسلی نہ پائیں۔ اور میری اس نصیحت کو قبول نہ کریں۔ کہ خدا سے دعائیں کرو۔ اور اس کی رحمت کو طلب کرو۔ تو پھر یہ کہتا ہوں۔ کہ یہ مسئلہ اس طرح بھی حل ہو جاتا ہے۔ کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کے ہاتھ میں جزا و سزا ہے۔ اور ذلت اور عزت ہے۔ کہ میں اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں۔ اور جو لوگ میرے مقابل پر کھڑے ہیں۔ اور مجھ سے مباہلہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ اس کی مرضی اور اسکے قانون کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اگر میں اس امر میں دھوکہ سے کام لیتا ہوں۔ تو اے خدا تو اپنے نشان کے ساتھ صداقت کا اظہار فرما۔ اب جس شخص کو دعویٰ ہو۔ کہ وہ اس رنگ میں میرے مقابل پر آنے پر حق بجانب ہے۔ وہ بھی قسم کھائے۔ اللہ تعالےٰ خود فیصلہ کردیگا۔ میں تو پھر بھی یہی کہونگا۔ کہ اے خدا تو بجائے ان کو سزا دینے کے ان کو ہدایت دے۔ کہ یہ بھی تیرے بندے ہیں۔ میں تیری طرف لوگوں کو لانے کے لئے کھڑا ہوں نہ دُور کرنے کے لئے۔ پس تو میں تجھ سے یہی سفارش کروں گا۔ کہ تو ان پر بھی رحم ہی فرما۔ اللھم آمین ؛

باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ اب جماعت میں خوب تفرقہ پڑے گا۔ اور لوگ جماعت میں داخل نہ ہونگے اور چندے نہ آئیں گے۔ سو یہ دعوے پہلے بہت سے لوگوں نے کئے ہیں۔ میں ان کا جواب دینا پسند نہیں کرتا۔ یہ آئندہ کی باتیں ہیں۔ اور خدا کے علم میں ہیں جو اس کی مرضی ہوگی وہ کرے گا۔ اور وہ مرضی انشاء اللہ سلسلہ اور میرے حق میں اچھی ہی ہوگی۔

ایک مطالبہ آپ کا یہ ہے۔ کہ میں خلافت سے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ نے یہ نہیں لکھا۔ کہ وہ کون سا شخص ہے۔ جو میری جگہ خلافت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ آپ کے نزدیک اس امر کی کوئی وقعت ہو یا نہ ہو۔ کہ خلافت سے دستبرداری اسلام میں حرام اور ناجائز ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے پاس تلوار تو نہیں۔ آپ اپنے آپ کو مجھ سے علیحدہ تصور کرلیں۔ اور اپنے ہم خیالوں کو ملا کر اپنا الگ خلیفہ بنالیں۔ جب میں آپ کے نزدیک خلیفہ ہی نہ رہا تو میرے دستبردار ہونے یا نہ ہونے سے آپکو کیا تعلق ہے۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ جماعت کو بلا خلیفہ کے نہ رہنے دیں۔ اور فوراً اپنے ہم خیالوں میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کرکے اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیں۔ اور بجائے لوگوں کو احمدیت سے متنفر کرنیکے فوراً ایک ایسے وجود کو سامنے لے آئیں۔ جسکی وجہ سے لوگ سلسلہ کی طرف فوراً رجوع کرنے لگیں۔ احمدیت سے جو آپ اخلاص ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ تو اس امر کی آپ سے امید کرتا ہے۔ پس اگر میرا خط آپ کی تسلی نہ کرے۔ تو آپ کا اصل فرض یہی ہونا چاہیئے۔ کہ دوسرا خلیفہ کھڑا کردیں۔ جو اپنے تقویٰ اور نیکی سے دنیا کو اپنی طرف کھینچ لے۔ جو میرے شائع ہیں۔ ان کو بھی خود بخود ہوش آجائیگی۔ اور آپ کا کام آسان ہو جائے گا۔ لیکن یاد رکھیں۔ کہ خدا کے کام کوئی نہیں روک سکتا۔ خدا تعالےٰ میری مدد کرے گا۔ اور میرے ہاتھ پر اسلام کو فتح دے گا۔ درمیانی ابتلاء اس کی سنت ہیں۔ اور میں ان سے نہیں گھبراتا۔ وہ خود سلسلہ کا رکھوالا ہے۔ اور وہ خود اس کی حفاظت کریگا۔ میرا مقابلہ انسان کو دہریت سے ورے نہیں رکھے گا۔ خدا تعالےٰ کے اس قدر نشانوں کا انکار ایمان کو ضائع کر دینے کے لئے کافی ہے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۰/۶/۲۹

مستریوں کی کذب بیانی
اور
بابو عبدالحمید صاحب کی پشیمانی

مستریان شین سیویان اپنے اشتہاروں میں لوگوں کو یہ دھوکہ اور فریب دے رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ شملہ کے بعض احمدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بدظن ہوئے۔ اور انہوں نے میاں صاحب سے سوالات کا حل چاہا۔ چنانچہ کھلی چٹھی ہیں" زاہد اور "پہلے اشتہار" میں اس کا بھائی عبدالکریم اور "انکشاف حقیقت" میں اس کا باپ مستری فضل کریم یہی لکھتے ہیں۔ کہ :-

"ان لوگوں نے جو شملہ میں رہنے والے ہیں۔ بمقام شملہ جب کہ آپ (میاں صاحب) بھی وہیں مقیم تھے۔ ان اہم سوالات کا حل کرنا ضروری خیال کیا"

جس سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ مستری صاحبان قادیان تو صرف مذبذب اور مشکوک ہی تھے۔ شملہ والے خدا جانے کتنے لوگ ایسے یقین کامل پر پہنچ گئے۔ کہ وہ ان سوالات لاینحل کا حل کرانے پر بیقرار تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو۔ کہ زاہد صاحب ہی تو بی کبرہ منہم کے مصداق ہیں۔ بلکہ کثیر جماعت ان جیسی پاکیزہ خیال شملہ میں بھی موجود ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور جماعت شملہ پر افترا ہے جماعت شملہ کے مبایعین میں ایک شخص بھی ان کیساتھ نہیں۔ ورنہ نام بتائیں ؛

امر واقعہ یہ ہے۔ کہ بابو عبید الحمید صاحب جو شملہ میں ملازم تھے۔ وہ مستری عبد الکریم برادر زاہد کے ہمزلف ہیں۔ ستمبر ۱۹۲۷ء میں یہ دونوں بھائی شملہ پہنچے۔ تو انہوں نے پہلے بابو عبد الحمید صاحب اور بابو غلام احمد صاحب کو جو دفتر آب وہوا شملہ میں ملازم تھے۔ بڑی چالبازیوں اور افتراؤں اور فریبوں سے متاثر کیا۔ اور وہ دونوں ابتلاء میں آگئے۔ بجز ان دو کے اور کوئی شخص جماعت شملہ کے مبایعین سے ان کے دام فریب میں نہ پھنسا۔ ان دونو بابو عبد الحمید و بابو غلام احمد صاحبوں میں سے صرف ایک بابو عبد الحمید صاحب ہمزلف مستری عبد الکریم نے ہی عبد الکریم اور زاہد کی انگیخت سے جوش میں آکر بعض خطوط حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو لکھے۔ جن کے جواب میں حضور نے بابو عبد الحمید صاحب کو شملہ سے واپس آکر منقولا بالا مفصل خط تحریر فرمایا۔ جسکے شروع میں یہ لکھا کہ:

"مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ نے صبر سے کام نہیں لیا۔ اور وہ طریق اختیار کیا ہے۔ جسے گو آپ جوش میں صحیح سمجھتے ہوں۔ لیکن ایک دن اس پر آپ کو افسوس ہوگا۔ خدا کرے کہ وہ افسوس اس وقت پیدا ہو۔ جبکہ افسوس نفع بخش ہو سکے"

اس خط کے پہنچنے سے چند دن بعد بابو عبد الحمید صاحب اور ان کے دوست بابو غلام احمد صاحب شملوی خدا کے فضل سے ہدایت یاب ہوئے۔ اور معافی نامہ لکھکر بحضور حضرت صاحب ارسال کر دیا۔ میں نے فاروق تحفہ مستریاں بذریعہ رجسٹری بابو عبد الحمید صاحب کو جسے تحریک مولوی عمر الدین صاحب خسر بابو صاحب ارسال کر کے ساتھ ہی ایک خط لکھا۔ کہ آپ اس مضمون کو پڑھ کر اطلاع دیں۔ کہ آپ کا کوئی اعتراض تو باقی نہیں رہا۔ بابو عبد الحمید صاحب آج کل پونہ میں ہیں۔ وہاں سے میرے نام ان کا مندرجہ ذیل خط مورخہ ۱۳ رنومبر ۲۸ء واقعہ ۱۷ رنومبر کو پہنچا تھا۔ جس کو میں ناظرین فاروق کی واقفیت کے لئے اور خاص کر فضل کریم اینڈ کو مستریان کی زبان بندی کے واسطے بلفظہ شائع کرتا ہوں۔ اللہ تعالے بابو صاحب موصوف کو استقامت بخشے۔ اور بیش از پیش اخلاص عطا فرمائے۔ آمین (ایڈیٹر)

بابو صاحب کا خط آگے درج کیا جاتا ہے

بابو عبید الحمید صاحب کا خط از پونہ،

ایڈیٹر صاحب فاروق۔ السلام علیکم

"آپ کا نوازشنامہ اور اخبار فاروق کا تحفہ نمبر ۱۲ ملا۔ پڑھکر از حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالے آپ کو جزاء خیر دے مجھے از حد افسوس ہے۔ کہ یہ لوگ (مستری فضل کریم وغیرہ) میرا نام کیوں ابھی تک لئے جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سوائے میرے اور برادرم غلام احمد کے (جن کا خط قبل ازیں مستریوں سے بیزاری کا فاروق میں شائع ہو چکا ہے) شملہ میں کوئی نہیں تھا۔ جو اس سازش اور فتنہ میں حصہ لیتا تھا۔ لہذا میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ شملہ میں خدا کے فضل سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے۔ جسکو حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات پر اب کوئی اعتراض ہو۔ مجھے جو اعتراض تھے وہ صاف ہو گئے تھے۔ مجھے حضرت صاحب نے معاف کر دیا تھا۔ افسوس ہے۔ کہ اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔ پیغام حق" (مستریوں کے اخبار) سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی عبد الکریم اور دیگر صاحبان (مستری خاندان) احمدیت سے ارتداد کر چکے ہیں۔ اللہ تعالے کا احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے بچا لیا۔ ورنہ میں بھی اسی گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ جس میں یہ لوگ اس وقت ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

مولوی عبد الکریم صاحب کہتے تھے۔ کہ وہ احمدیت کو کبھی خیرباد نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ احمدیت کی خاطر انہوں نے گھر چھوڑا۔ بار چھوڑے۔ حتی کہ ساری دنیا چھوڑ دی۔ اور قادیان آکر بس گئے۔ لیکن نتیجہ دیکھئے۔ تو اس سے ہر ایک انسان کو یقین ہو سکتا ہے کہ احمدیت انہوں نے کبھی حاصل کی ہی نہیں تھی۔ جس شخص نے احمدیت کے روشن چہرے کو ایک دفعہ سچے دل سے دیکھ لیا ہو۔ وہ کبھی اس طرح بھٹک نہیں سکتا۔ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے ان پر رحم کرے۔ اور پھر راہ راست پر ان کو لے آئے۔ آمین ؛

آپ بھی ان کے لئے دعا کریں۔ آخر وہ دعوی کرتے ہیں۔ کہ احمدیت سے انہیں بغض نہیں۔ مگر کاموں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ زبانی بات ہے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں میرا باادب سلام عرض کریں مشکور ہوں گا" والسلام

(عبد الحمید از پونہ ۱۳ رنومبر ۱۹۲۸ء)

فاروق:۔ لو مستریو! انہیں بابو عبد الحمید صاحب کو تم نے اپنا قوت بازو بنا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دے رکھا تھا۔ کہ "شملہ کی جماعت" میں سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوئے۔ اب بتاؤ کہ شملہ کی جماعت میں سے کون شخص ہے۔ جو تمہارا شریک کار ہے۔ شرم کرو۔ اور خدا سے ڈرو۔ ابھی وقت ہے۔ اللہ تعالی تواب الرحیم ہے۔ وہ تو یہ قبول کر لے گا۔ سمجھ جاؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے ؛ آگے بابو غلام احمد صاحب شملوی کا خط بھی ملاحظہ ہو۔ جو قبل ازیں فاروق میں چھپ چکا ہے

بابو غلام احمد شملوی کا خط

بابو غلام احمد صاحب شملوی نے اس فتنہ کی ابتداء کے متعلق ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کو یہ خط لکھکر بھیجا تھا:۔

"بعض فتنہ پرداز لوگ لاہوری انجمن کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔ اور حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خلاف گندہ اور زہریلا پروپاگنڈا پھیلا رہے ہیں۔ اور اس فتنہ کا بانی مبانی بعض نام نہاد احمدیوں یا مبایعین کو بتایا جاتا ہے۔ جو کہ سرتاپا غلط ہے۔ چونکہ وہ لوگ جو پہلے معترض تھے۔ وہ اب اپنے آپ کو غلطی خوردہ سمجھ کر حضور سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عفو کے ملتجی ہوئے۔ اور حضور نے از راہ کرم ان کو معاف کر دیا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ یہ لوگ کیوں اب تک یہ بیانات ہماری طرف منسوب کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ چونکہ بعض الزامات کا عائد کرنے والا یا کرنے والوں سے تعلق رکھنے والا راقم الحروف کو بھی بنایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ میرا فرض ہے۔ کہ میں ان کے بیانات کی تردید کر دوں۔ کہ میرا جماعت منافقین سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے دھوکہ میں آکر کچھ دنوں ان لوگوں سے تعلق رکھا۔ جو کہ حضور پر الزام لگاتے تھے لیکن جب میں معاملہ کی حقیقت سے آشنا ہو گیا۔ اور جب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تو فوراً حضور سے عفو کا ملتجی ہوا۔ اور خدا کے فضل سے اب میں حضور کا عقیدتمند ہوں۔"

مذکورہ بالا فتنہ حضور خلیفۃ المسیح ثانی کی شملہ تشریف آوری پر شملہ ہی سے اٹھا۔ چونکہ میں شملہ کا رہنے والا ہوں۔ اور میرا تعلق ان افراد سے مدت دراز سے چلا آتا ہے۔ جو کہ اس فتنہ کے اٹھانے والے تھے۔ اس لئے بدقسمتی سے اس ابتلاء میں مبتلاء ہو گیا۔

جس وقت یہ فتنہ اٹھا۔ اس وقت ایک شخص قادیان سے شملہ آیا۔ جس کو کہ اس فتنہ کا سرغنہ کہنا چاہیئے اس شخص نے اور اس کے رفقائے کار نے عجیب چالبازی سے بعض کو پھانسا۔ اور اسی چالبازی اور چرب زبانی کا راقم الحروف بھی شکار ہوا۔ اوّل اوّل تو مجھے ان کی باتوں کا یقین نہ آیا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ لوگ خاص وجوہات کے باعث سے احمدیت سے منحرف ہو گئے ہو۔ اس لئے تم سلسلہ احمدیہ کو بدنام کرنیکے درپے آزار ہو۔ اس پر انہوں نے وہ بیان دیا۔ جو ہو گیا۔ اُن لوگوں کے موجودہ رویہ اور واقعات اور دشمنانِ احمدیت سے ساز و باز سے اب دنیا واقف ہو گئی ہے۔ اب ان کی منافقت کا کافی سے زیادہ ثبوت مل گیا ہے۔ اور یہی ان کے کاذب ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

یہ لوگ غیر احمدی اور لاہوری جماعت سے ملے ہوئے تھے۔ اور اُن سے اکثر ساز و باز کرتے تھے۔ واضح رہے۔ وہ مجھے راز دان سمجھتے تھے۔ اور اکثر خطوط میرے سامنے لکھے گئے۔ دو تین خط میں نے بھی لکھے۔ ایک پیغام صلح میں شائع بھی ہوا تھا۔ لاہور خط لکھے جاتے تھے۔ اور ان کے جواب بھی آتے تھے اکثر خطوط میں مشورہ بھی دیا جاتا تھا۔ فوجداری مقدمہ کے سلسلہ میں مولوی عبدالکریم صاحب (برادر محمد زاہد) مولوی عبدالرحمٰن صاحب (غیر مبائع شملوی) کی معرفت صدیق احمد ولد مولوی عمرالدین صاحب سے خط و کتابت کرتے تھے۔ ایک دفعہ صدیق احمد کو گواہی دینے کے لئے (بٹالہ) میں بلایا گیا۔ عبدالکریم ریل کا کرایہ اور خرچ روانہ وقت پر نہ کر سکے۔ اس وقت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی جیب سے صدیق احمد کو ریل کا کرایہ اور خرچ دیا۔ اس کے علاوہ صدیق احمد کو ڈھونڈنے کے لئے مولوی صاحب موصوف کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ مستریوں کے نئے اشتہار لاہوری جماعت کے افراد نے غیر احمدی لوگوں میں تقسیم کئے۔

(غلام احمد از شملہ)

تحفہ مستریان

مستریان مشین سیویاں کے ذریعہ اہل پیغام و دیگر دشمنان اسلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اپنی پوری کوشش صرف کر دی ہے۔ اور مستریوں کے نام سے ایک اخبار "مباہلہ" جاری کرایا ہے۔ اور مستریوں کا یہ کیڑا طاعونی جراثیم کی طرح بکثرت بیرونجات میں پہنچ رہا ہے۔ اس متعدی مرض کے لئے خدا کے فضل سے انجکشن (ٹیکہ) تیار ہو گیا ہے۔ جس کی ایک پچکاری سے "مباہلہ" کے تمام زہریلے کیڑے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور اس ٹیکہ کا نام تحفہ مستریان ہے۔ جس میں مستریوں کے تمام اشتہارات اور اخبارات اور اعتراضات و الزامات کے تحقیقی اور صحیح جوابات عقلی و نقلی قرآن و حدیث و اقوال مسیح موعود علیہ السلام اور افعال انبیاء کرام سے مدلل درج کر دیئے ہیں۔

چونکہ مستریوں کی مرض متعدی سے بعض سادہ لوحوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ تحفہ مستریان" کو بغرض تقسیم نہایت ہی تھوڑی قیمت پر جو اصلی لاگت سے بھی کسی قدر کم ہے۔ فروخت کیا جاوے۔ لہذا بیرونی احباب کو چاہیئے۔ کہ جہاں جہاں "مباہلہ" وغیرہ مستریوں کے اخبار و اشتہار پہنچے ہیں۔ وہاں وہاں خاص طور پر "تحفہ مستریان" کی کاپیاں حسب حیثیت منگا کر مفت تقسیم کریں۔ اس کی اصلی قیمت ۵ رہے۔ لیکن اب بغرض تقسیم مفت ایک روپیہ کے آٹھ نسخے علاوہ محصول ڈاک دیئے جائیں گے۔ احباب بہت جلد وی پی منگا کر لوگوں میں تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں آ

نوٹ:۔ ایک روپیہ سے کم کا وی پی نہ ہو گا ایک نسخہ کیواسطے ۳ر کے ٹکٹ بھیجیں۔ اور احمدیہ انجمنیں کافی تعداد میں منگا کر تقسیم کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر دفتر فاروق قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زاہد کی کھلی چٹھی کا جواب

(ایک احمدی خاتون کے قلم سے)

محمد زاہد نام بلڈنگ نشین بیویاں کی ایک کھلی چٹھی نمبر ۲ ملی ہے۔ جس میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ابن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس شخص نے مباہلہ کا مطالبہ کیا ہوا ہے۔ نہ تو ہمارے پاس پہلی چٹھی پہنچی ہے۔ اور نہ ہی الفضل میں کسی قسم کا ذکر پڑھنے میں آیا ہے۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ ایک ایسی واجب الاحترام ہستی کے خلاف ایسے الفاظ پڑھنے سے دل دکھتے بلکہ چھلنی ہوتے ہیں۔

لیکن اے محمد زاہد آپ ضرور یاد رکھیں عقلمند دنیا آپ کی اس کھلی چٹھی کو ضرور خلاف شرم خیال کریگی۔ خواہ آپ نے تانبے پر سونا چڑھانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ حضور کے چال چلن پر جو آپ نے لکھا ہے۔ اس کا جواب آپ کو پہلے تیرہ سو سال کے صحیفوں میں دیکھنا چاہیئے۔ وہ آپ جیسے ہی تھے۔ جنہوں نے خلافتوں پر اپنی دست درازیاں کیں۔ اگر آج اُن سے ان کا مذہب پوچھا جاوے تو آنکھیں نیچی کر کے کہتے ہیں۔ کہ جی ہم خارجی ہیں اور وہ خارجی کے مفہوم کو خوب جانتے ہیں۔ فاعتبروا

محمد زاہد خواہ آپ کتنا زور لگاؤ۔ دنیا کو آپ دھوکہ نہیں دے سکتے۔ ہاں آپ جیسے آپ کے ساتھ ضرور مل جاوینگے۔ کیا آپ دنیا کی فراست کو کھو سکتے ہیں۔ آپ یہ لکھ کر شائد مطمئن ہو گئے ہونگے کہ جو رنگ آپ نے قادیان میں جاری کر رکھا ہے۔ تو کیا دنیا میں اس سے امن قائم رہ سکتا ہے۔ کیا یہ دنیا سے پوشیدہ ہے۔ کہ قادیان پر انکے حقوق مالکانہ ہیں۔ اگر وہ آپ جیسوں کو چاہیں۔ تو ایک گھنٹے کے اندر اندر نکال سکتے ہیں۔ پھر دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ باوجود آپ مخالف ہونے کے بھی ڈھاب کے کنارے چھلنیاں تیار کر رہے ہیں۔ ہاتھوں سے بھی اور قلم سے بھی۔ پس عبرت پکڑو۔ کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا ایک سیکنڈ کے لئے بھی قبول کر سکتا ہے۔ کہ وہ ہستی جو برابر پندرہ سال سے لوگوں کی گالیوں پر بھی صبر اور تسکین کی ہدایت جماعت کو دیتے رہتے ہیں۔ وہ ایک محمد زاہد کی چٹھی کا جواب گندی گالیوں سے دیویں یا دینے کی تلقین کریں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ:۔ "ہم لوگوں نے تو اپنی عمروں کو تباہ کیا۔ اپنے وطنوں کو چھوڑا۔ عزیز و اقارب سے جدا ہوئے۔ ساری عمر خدمت خدمت دین کے خیال سے چندے دیئے" مقام شکر ہے۔ کہ آپ کو زندگی میں ہی "عمروں کو تباہ کیا" کی سمجھ آگئی۔ اب آپ آئندہ تدارک کر سکتے ہیں۔ دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ حصہ "عمروں" کا جو پہلے گذرا تھا۔ آیا وہ تباہ ہوا تھا۔ یا اب جو آپ لوگوں کا زمانہ حال میں گذر رہا ہے "اپنے وطنوں کو چھوڑا" بے شک آپ بڑی خوشی سے اپنے وطنوں میں جا سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کو بڑی حفاظت کے ساتھ وطنوں میں پہنچا دیا جاویگا۔ اور آپ "جن عزیز و اقارب سے جدا ہوئے" تھے۔ آپ خوشی سے انہی میں جا کر شامل ہو سکتے ہیں۔ باقی رہے آپ کے چندے سو آپ اور آپ جیسے خیالات کے سب ملکر بڑی خوشی سے چندوں کی ایک فہرست تیار کر کے شائع کریں۔ انشاء اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کی چند مستورات آپ جیسے لوگوں کے چندے ادا کر سکتی ہیں۔

آپ لکھتے ہیں "تاکہ ہماری طرح کوئی اور اس جال میں نہ پھنس جائے۔ اور اپنا روپیہ مال دولت اور وقت ضائع کرنے کے بعد اسکو ہماری طرح کفِ افسوس نہ ملنا پڑے" افسوس جن لوگوں کا اپنا احاطہ محدود ہوتا ہے ان کی نظر دُور جانی مشکل ہوتی ہے۔ بھلا جماعت احمدیہ کا کونسا پوشیدہ جال ہے۔ جس میں لوگ بلا سوچے سمجھے پھنس جاتے ہیں۔ دنیا سے آج جماعت احمدیہ کی کونسی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر آپ تعصب سے خالی ہوتے۔ تو یہ سطریں جن کو جلی لکھا گیا ہے۔ نہ لکھتے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے۔ چندوں سے جو کچھ دنیا کے کناروں تک سلسلہ چل رہا ہے۔ یہ جال نہیں ہو سکتا۔ دنیا باوجود مخالف ہوتے بھی خوب جانتی ہے۔ کہ آج اسلام کا صحیح نقشہ احمدیت کے قبول کرنے میں ہے۔ خواہ قبول نہ کریں۔ آج مخالفوں سے بھی کسی نہ کسی طرح سے یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ احمدی لوگ ہی ہیں۔ جو اسلام کی خاطر اپنا مال اور جان اور وقت قربان کر رہے ہیں۔ پھر ایک محمد زاہد کی چٹھی کے الفاظ مہذب دنیا کے سامنے کیا وقعت رکھتے ہیں۔ ہاں آپ جیسے ضرور آپ کے ساتھ مل جاوینگے۔ سو سلسلہ کو ایسے لوگوں کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا قائم کیا ہوا سلسلہ ہے۔ بھلا یہ منہ کی پھونکوں سے کب بجھ سکتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور یہ خلافت اس کے حکم سے ہے۔ یہ پیارا وجود اس نے بشارتوں سے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اس عالم الغیب کے ہاتھوں سے تیار کیا ہوا ہے۔ حضور کے تقدس کا ڈھول جماعت نہیں پیٹتی۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ بلکہ یہ وجود ابھی دنیا کی ہستی پر تشریف فرما بھی نہ ہوا تھا۔ تو خدا تعالےٰ اور خدا تعالےٰ کے فرشتوں نے آسمان پر ڈھول پیٹنا شروع کیا۔ وہاں جا کر آپ خدا اور فرشتوں کو پوچھو۔ آپ کے ساتھ مباہلہ کی ضرورت کیا ہے۔ آپ ان حالات اور واقعات کو پڑھ لیویں جنہوں نے اسی ہستی کے باپ کے خلاف اٹھ کر خدا تعالےٰ کے ہاتھ کا تماشا دیکھا تھا۔ اے محمد زاہد کیا تیرے لئے یہ ہی دیا تھا۔ کہ اتنی عمر ان کے پس خوردہ کھا کر پھر انہیں پر وار چلانا شروع کرے افسوس اے شخص تیری دانش پر جو حربہ انہوں نے آپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ تا آپ اسلام کے مخالفوں پر فتح حاصل کریں۔ وہی حربہ سکھانے والے پر استعمال کر کے لوگوں کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ توبہ کر شائد خدا تجھے معاف کر دے۔

خلیفہ وقت کی ایک خادمہ

(حافظہ الیہ بانو محمد ایوب صاحب بشیر ہاسپٹل لیڈی ڈاکٹر)